محمد احمد حافظ

کشمیر کو مسئلہ کشمیر بنانے میں قادیانیوں کا ہاتھ

قادیانی جہاد: قادیانیت مذہب کا قیام ہی مسلمانوں میں روح جہاد ختم کرنے کیلئے ہوا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نام نہاد ''احکام نبوت'' میں صاف صاف ''جہاد و قتال'' کو حرام قرار دیا تھا۔ چنانچہ قادیانی جماعت ہمیشہ جہاد کے خاتمے کیلئے سرگرم عمل رہی ہے۔ پاکستان کی تاریخ مین قادیانی سول اور فوجی افسر ہمیشہ جہاد کے خاتمے کے لئے سازشوں میں مصروف رہے۔ آج بھی اگر دیکھا جائے تو قادیانی اپنی سازشوں میں پوری تن دہی کے ساتھ مصروف ہیں۔ ''جہاد اصغر'' کو چھوڑ کر ''جہاد اکبر'' پر اکتفا کرنا انہی سازشوں کے تسلسل کا نتیجہ ہے۔ جس فوج کا ماٹو جہاد فی سبیل اللہ تھا، آج وہ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی سے گریزاں نظر آ رہی ہے، جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ فوج میں کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی افسران اپنی جڑیں پکڑ چکے ہیں۔

کشمیر میں قادیانیوں کی دلچسپی: بہر حال اس وقت ہمارا موضوع قادیانیوں کی کشمیر میں خصوصی دلچسپی کے حوالے سے ہے، جس کی کہانی کم و بیش نصف صدی سے زائد پرانی ہے، تقسیم سے بھی پہلے کی بات ہے، ڈوگرہ حکمرانوں کے ظلم و ستم کے خلاف برصغیر پاک و ہند میں کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ حیرت انگیز طور پر اس کشمیر کمیٹی کا صدر مرزا غلام احمد کے ''خلیفے'' بشیر الدین محمود کو بنایا گیا۔ اس کمیٹی کے ممبران میں علامہ اقبال مرحوم بھی تھے۔ خدشہ تھا کہ قادیانیوں نے جو چال چلی ہے اس کے نتیجے میں پورا کشمیر قادیانیوں کی جھولی میں چلا جائے گا مگر مجلس احرار اسلام کی بروقت ''تحریک کشمیر'' برپا ہونے کی وجہ سے قادیانی اپنے عزائم میں ناکام ہوئے۔ تقسیم کے بعد جب ہندو اور انگریز کشمیر کو بھارت کا غلام بنانے پر متحد ہوئے تو قادیانی فرقے نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ چنانچہ پہلے تو تقسیم کے وقت سازش کی گئی اور مسلم اکثریت کے علاقے بھارت میں شامل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد کشمیر کی آزادی کی مسلح جدوجہد شروع ہوئی تو قادیانی سول اور فوجی افسروں نے کشمیر کو بھارت کا غلام بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ کشمیر کی طرح ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں بھی قادیانیوں نے سازشی کردار جاری رکھا، یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

قائد کے احکام نظر انداز: ۱۹۴۸ء کے آغاز میں جب کشمیر کا جہاد اپنے عروج پر تھا اور مجاہدین سری نگر کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے، شمال میں جہادی قافلے لیہ اور زوجیلہ کے دروں کو عبور کر چکے تھے۔ مغرب میں پونچھ، راجوری اور راوڑی کے علاقے ان کے قدموں میں تھے اور بانی پاکستان محمد علی جناح افواج پاکستان کو حکم دے چکے تھے کہ وہ

سیالکوٹ کے راستے سے آگے بڑھ کر کٹھوعہ جموں روڈ کو کاٹ دیں۔ یہ ایسے اقدامات تھے کہ کہ اگر سازش کے ذریعے مجاہدین کے قدم روک نہ دیئے جاتے تو نہ صرف کشمیر کا چپہ چپہ آزاد کرالیا جاتا بلکہ بھارتی افواج پر ایسی ضرب کاری لگادی جاتی کہ وہ مسلم ریاست حیدر آباد پر حملہ کرنے کے بارے میں بھی نہ سوچ سکتیں۔ لیکن اس مرحلے پر انگریز کمانڈر انچیف اور قادیانی فوجی افسروں نے باہمی ملی بھگت سے مجاہدین کے بڑھتے ہوئے قدم روک دیئے اور ہندوستان کو پورا موقع دیا کہ وہ کشمیر پر غاصبانہ قبضہ جمالے۔ قیام پاکستان کے بعد بانئ پاکستان ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ زندہ رہے۔ ایک نوزائیدہ ملک کو استحکام، ترقی اور عروج بخشاان کے مقاصد میں شامل تھا، وہ کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دے چکے تھے لیکن ان کے جانشینوں کے مقاصد کم تر درجے کے تھے۔ قائد کے مخلص ساتھیوں کو ایوان اقتدار سے دور رکھا جارہا تھا۔ فوج ابھی تک چند منتشر یونٹوں کا نام تھا اور فوج کی قیادت انگریزی جرنیلوں کے ہاتھ میں تھی، فوج کے سربراہ جنرل مسروی اور جنرل گریسی وغیرہ کو نہ صرف کشمیر سے کوئی دلچسپی نہ تھی، بلکہ ان کا تو مقصد ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کشمیر بھارت کے پاس جائے۔ پاکستان کی فوج منظم تھی، نہ ہی اس کے پاس اسلحہ تھا، اس پر مستزاد یہ کہ جناح صاحب کے احکام کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔ حالانکہ صوبہ سرحد کے قبائل اور پنجاب کے غیور مسلمان سرزمین پاک کی سرحدوں کی حفاظت اور کشمیر کی آزادی کے لئے قربانی دینے کو تیار تھے۔ خان عبدالقیوم خان نے وزیر اعظم لیاقت علی خان سے کہا تھا کہ ہزاروں قبائلی مجاہدین کو مشرقی پنجاب میں بھیجا جاسکتا ہے تاکہ بھارت حیدر آباد اور کشمیر پر قبضے سے باز رہے، لیکن ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی گئی بلکہ وزیر اعظم نے اس پیش کش سے اپنے قائد کو بھی اندھیرے میں رکھا، اس کے باوجود فوج کی جہادی روح برسرکار آئی۔ ہمارے جذبہ اسلامی سے سرشار افسروں نے غیر تربیت یافتہ مقامی اور قبائلی مجاہدین کی مدد سے دشمن کے عزائم کو ناکام بنادیا۔ آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات کی آزادی ان ہی کی مرہون منت ہے۔ اس مرحلے پر انگریزوں اور قادیانیوں نے پاکستان کی جہادی قوتوں کا راستہ روکنے کیلئے منظم سازش کی اور اس میں بڑی حد تک کامیاب رہے۔

ہندو، انگریز اور قادیانی سازش: ہندو، انگریز اور قادیانی سازش کا سلسلہ تقسیم سے بہت پہلے شروع ہو چکا تھا۔ مسلم اکثریتی ضلع گورداسپور اور امرتسر کے مسلم اکثریتی علاقے کو بھارت میں شامل کرنے کا مقصد پہلے سے طے شدہ تھا۔ گورداسپور کو ہمیشہ سے کشمیر کی کنجی سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے کہ جموں کو ہندوستان سے ملانے والی واحد رابطہ سڑک (جموں کٹھوعہ روڈ) اسی علاقے سے گزرتی ہے۔ یہ بھی محض اتفاق نہیں تھا کہ جھوٹے نبی مرزا غلام احمد کا مرکز قادیان مسلم اکثریتی علاقے میں شامل ہونے کے باوجود بھارت میں شامل ہوا۔ یہ بھی پہلے سے طے شدہ اسکیم تھی۔ مرزائیوں کو خطرہ تھا کہ اسلامی مملکت میں جعلی نبوت کے مرکز برداشت نہیں کیا جائے تھا۔ ''مسلم پاکستان'' کے بجائے ''ہندو بھارت'' کو وہ اپنے لئے زیادہ محفوظ خیال کرتے تھے لیکن کس کو معلوم تھا کہ پاکستان بھی ختم الرسلین ﷺ کے دشمنوں کے چرنے چگنے کے لئے زرخیز چراگاہ ثابت ہوگا۔

قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کے پر پرزے نکالنے کیلئے سیالکوٹ اہم مرکز ثابت ہوا۔ یہ وہ ضلع تھا جہاں سے مجاہدین ایک طرف جموں کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کر سکتے تھے (جن کو ہندو فوج، پولیس اور بلوائیوں نے لاکھوں کی تعداد میں گاجر مولی کی طرح کاٹا تھا) تو دوسری طرف پیش قدمی کر کے کٹھوعہ جموں روڈ کشمیر کا واحد رابطہ کاٹ سکتے تھے۔ سیالکوٹ میں قادیانی فرقہ خاصا مضبوط تھا۔ یہیں ہمارے پہلے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں کی جنم بھومی ڈسکہ واقع تھا۔ اتفاق دیکھئے کہ ضلع سیالکوٹ کا پہلا ڈپٹی کمشنر مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے ایم ایم احمد کو بنایا گیا۔ قادیانی اثرات کی وجہ سے سیالکوٹ میں متعین ۱۲ فرنٹیئر فورس ایبٹ آباد بھیج دی گئی۔ اس لئے کہ قادیانیوں کو ڈر تھا کہ اس رجمنٹ کے فوجی کشمیر کے جہاد میں معاون ثابت ہوں گے۔ اس کی جگہ پندرہویں پنجاب کو انبالہ سے سیالکوٹ منتقل کیا گیا جس میں قادیانی افسر بھرے ہوئے تھے۔ ۱۵ ویں پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا کرنل داؤد، میجر بشیر احمد (بعد میں میجر جنرل) فیروز الدین، نواب علی اور صفدر بیگ وغیرا اہم قادیانی افسر تھے۔ ان قادیانی افسروں نے سیالکوٹ کی طرف سے جموں پر چڑھائی کی ہر کوشش ناکام بنادی اور انہوں نے ہی قائداعظم کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کٹھوعہ روڈ کی ناکہ بندی نہ ہونے دی اور بھارت کی افواج کو جموں میں فوج بھیجنے اور وہاں کے لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کرنے کی کھلی چھٹی دے دی۔ بعد میں جنرل اکبر خان نے (جو جنرل طارق کے نام سے مشہور ہوئے) ان افسروں سے پرسش کی کہ انہوں نے مجاہدین کو کٹھوعہ روڈ کی ناکہ بندی کیوں نہیں کرنے دی تو ان کا جواب تھا کیسے مجاہدین وہ تو پہلے ہی بھاگ چکے تھے۔ حالانکہ اس علاقے میں ہزاروں مجاہدین موجود تھے لیکن قادیانی افسروں نے انہیں ادھر ادھر منتشر کئے رکھا۔

مجاہدین کے کارنامے: جنگ کشمیر میں جنرل اکبر خان کا کردار بہت اہم رہا ہے۔ انہوں نے کشمیر کے تین اضلاع مظفر آباد، پونچھ اور راجوری میں کئی محاذوں پر مجاہدین کی کامیاب قیادت کی اور اہم فتوحات حاصل کیں۔ ایک وقت میں تو مجاہدین سری نگر سے صرف چھ میل کے فاصلے پر رہ گئے تھے، بارہ مولا، ہندواڑہ، بانڈی پورہ، شوپیاں، چرار شریف، بڈگام، گلمرگ ہنگمرگ وغیرہ مجاہدین کے زیر قبضہ تھے۔ باقاعدہ فوج کی کمی پوری کرنے کیلئے انہوں نے مجاہدین کی مدد سے دشمن کو کشمیر میں تتر بتر کئے رکھا اور شاندار منصوبہ بندی سے بھارت فوج کو تعداد کے لحاظ سے کئی گنا زیادہ ہونے کے باوجود دفاع پر مجبور کئے رکھا۔ جنرل اکبر خان کو اپنے لئے ''رنگروٹ'' کا لقب پسند تھا، وہ مجاہدین کو منظم و مربوط رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ انہوں نے اس علاقے میں طارق کے نام سے مرکزی کمان ہیڈ کوارٹر قائم کیا، اسی لئے جنرل اکبر خان کو ''جنرل طارق'' کا نام دیا گیا۔ بدقسمتی سے انگریز کمانڈر انچیف نے جلد ہی اکبر خان کو طارق ہیڈ کوارٹر سے تبدیل کر دیا۔ ان کی جگہ قادیانی افسر لائے گئے۔ اسی طرح بریگیڈیئر صدیق نے بھی بھارتی فوج کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا، لیکن جن ان کی کامیابی یقینی ہوگئی تو ان کو بھی وہاں سے ہٹا کر قادیانی بریگیڈیئر حیاء الدین (بعد میں میجر جنرل) کو کمان دے دی گئی۔ اس افسر نے پورے محاذ پر جنگ روک دی۔ اس طرح کشمیر میں پیش قدمی رک گئی۔ یہ قادیانی بریگیڈیئر بعد میں پاکستان کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہا جبکہ

بریگیڈیئر صدیق کو جیل کی ہوا کھانا پڑی اور پونچھ کے مفتوحہ علاقے بھارت کو بخش دیئے گئے۔

قادیانی سازش کامیاب ہوگئی: جنرل گریسی نے ۲۰/اپریل ۱۹۴۸ء کو ایک خط کے ذریعے پاک فوج کو حکم دیا کہ نوشہرہ، پونچھ اور راڑی پر بھارتیوں کے قدم روک دیئے جائیں لیکن دوسری طرف جنگ بندی عمل میں لائی گئی۔ یہ بھی ناپاک سازش تھی۔ اس طرح گویا وادی کشمیر اور جموں پر بھارت کا ناجائز قبضہ تسلیم کرلیا گیا۔ حالانکہ اس وقت جنگ کی شدت میں اضافہ ہورہا تھا۔ مجاہدین ہر طرف سے اُمڈ کر کشمیر کا رخ کررہے تھے۔ اس مرحلے پر بھارتی قیادت کی خواہش کے عین مطابق جنگ بندی کردی گئی۔ اس سے بھارت کو موقع ملا کہ وہ اقوام متحدہ سے مہلت لے کر اپنے مقبوضہ علاقے میں ناجائز اقتدار مستحکم کرلے۔

مئی ۱۹۴۸ء میں نوشہرہ کے جنوب میں دو اہم پہاڑیوں ''ریچھ'' اور ''مینڈک'' کے دفاع کی ذمہ داری کرنل وحید حیدر (بعد میں بریگیڈیئر) کو سونپی گئی۔ چونکہ یہ علاقہ بھارت کیلئے کشمیر پر قبضہ مضبوط رکھنے کیلئے کلید ثابت ہوسکتا تھا، اس لئے کرنل وحید حیدر نے جو خود بھی قادیانی تھا، اپنے ماتحت ایک اور قادیانی میجر عبدالعلی ملک (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) کو ان پوسٹوں کے دفاع کیلئے بھیجا۔ میجر عبدالعلی ملک نے یہ پوسٹیں بغیر لڑے چھوڑ دیں اور دو دن بعد بھارتیوں نے وہاں آسانی سے قبضہ جمالیا۔ اس غدار کی وجہ سے بھارتیوں نے پونچھ، راجوری اور نوشہرہ کے دفاعی حصار کو مضبوط بنالیا۔ یہی وحید حیدر یہاں سے مینڈھر کے علاقے میں پہنچا اور اس کا قبضہ بھی آسانی سے بھارت کو دے دیا۔

شمالی علاقے جس میں گلگت اور بلتستان شامل ہیں، ہمارے سرفروش مجاہدین کے بے مثال جہاد اور قربانیوں کی وجہ سے آزاد ہوگئے۔ یہاں سے ڈوگرہ راج کا ہر نشان مٹا ڈالا گیا اور بھارت کے قدم بھی نہ جمنے دیئے گئے۔ ہمارے مجاہدین کے پاس لڑنے کو اسلحہ تھا نہ کھانے کیلئے خوراک، بلکہ وہ برفانی پہاڑوں پر ننگے پاؤں چلنے پر مجبور تھے۔ اس کے باوجود یہ بہادر مجاہدین اسکردو اور دیوسائی کے دشوار گزار راستوں سے جنوب میں واقع کارگل کی وادی میں اتر گئے۔ ایک طرف کارگل اور زوجیلہ فتح کرنے میں کامیاب ہوئے تو دوسری طرف سے لیہ کی طرف پیش قدمی کی مگر یہاں بھی انگریز جرنیلوں اور قادیانی افسروں کی ملی بھگت سے مجاہدین کے بڑھتے ہوئے قدم روک دیئے گئے۔ ورنہ مجاہدین شمال کی جانب سے نہ صرف لداخ بلکہ وادیٔ کشمیر پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب ہوجاتے، لیکن یہاں بھی کرنل غلام جیلانی (بعد میں میجر جنرل) نے فتح کئے ہوئے علاقے جان بوجھ کر خالی کردیئے۔ یاد رہے کہ غلام جیلانی حیاء الدین قادیانی کا ہم زلف تھا۔

ریچھ اور مینڈک پہاڑوں کو دشمن کے حوالے کرنے کا سانحہ غداری کی بدترین مثال تھی۔ یہاں پر نہ صرف لڑے بغیر اہم مفتوحہ پہاڑی مورچے خالی کردیئے گئے بلکہ دوسرے علاقوں کو خالی کرنے کیلئے فوج کی آٹھ پلٹنیں یہاں جمع کی گئیں۔ تاثر یہ دیا گیا کہ اس طرف سے پونچھ کے علاقے پر حملہ کیا جارہا ہے۔ حالانکہ قادیانی اور انگریز طے کرچکے تھے کہ مفتوحہ علاقہ بھی بھارت کو دے دیا جائے گا۔ لیکن دفاع کے نام پر اور حملے کا بہانہ کرکے اتنی بڑی فوج کے علاوہ ستر توپیں اکٹھی کی گئیں جبکہ

دوسرے محاذوں پر ایک آدھ توپ بھی میسر نہ تھی، نہ فوج تھی۔ بعد میں چشم فلک نے یہ تماشا دیکھا کہ ''آتش بازی'' کا یہ ڈرامہ نہایت خاموشی سے ختم ہوگیا۔ بقول جنرل اکبر خان ان لوگوں نے ایک چڑیا بھی نہ ماری، بعد میں ان قادیانی افسروں کو کشمیر کی جنگ میں ''کارہائے نمایاں'' انجام دینے پر ایوارڈوں سے نوازا گیا۔ کشمیر کی جنگ کے تین سال بعد جب بہادری کے تمغے تقسیم ہوئے تو پہلا ہلال جرأت کا ایوارڈ ایوب خان کو دیا گیا جس نے اس پورے عرصے میں کشمیر میں قدم تک نہیں رکھا تھا اور دوسرا تمغہ حیاء الدین کو ملا جس نے پونچھ پر بھارت کو قبضہ کرنے میں مدد دی تھی۔

محترم قارئین! آپ سوچ سکتے ہیں کہ قادیانیوں کی سازشیں کس قدر خطرناک اور تباہ کن ہیں، آستین کے اس سانپ نے اپنے آقاؤں کا کھایا ہوا نمک کس طرح حلال کیا، کل بھی قادیانیوں کی وجہ سے مجاہدین کو مفتوحہ علاقوں سے واپس آنا پڑا، آج بھی قادیانی اقتدار کی قربت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تحریک آزادیٔ کشمیر کو سبوتاژ کرنے کے درپے ہیں۔ قادیانیوں کی بدولت ہی کشمیر ''مسئلہ کشمیر'' بنا اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کیلئے غلامی کی رات مزید تاریک اور طویل ہوگئی۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی۔ ملتان/ 26 ستمبر بروز پیر، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس

تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9، کالج روڈ۔ ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501